www.emarsiya.com

۷۸۶

پہلا مرثیہ

در حال حضرت امام حسینؑ علیہ السلام

۱۰۸

بند

مطلع

اہلِ عالم پہ عیاں ہے ہمہ دانی میری ۔ مشق کی راہ سے پیری ہے جوانی میری
شہرۂ خلق ہے اعجاز بیانی میری ۔ بلبلیں باغ میں کہتی ہیں کہانی میری
بوئے گل سیر کو یاں صبح و مسا آتی ہے
پھول چننے مرے گلشن کے صبا آتی ہے

آمد و شد ہے مضامین کی دم سے میرے ۔ مرتفع پایۂ معنی ہے قدم سے میرے
صفحہ ہے رشکِ چمن فیضِ رقم سے میرے ۔ رنگ پھولوں کا ٹپکتا ہے قلم سے میرے
آب و گل میں ہے ہوا باغِ سخنداانی کی
مشق بچپن ہی سے کی ہے خطِ ریحانی کی

مہبطِ وحیِ معانی ہے طبیعت میری ۔ عقلِ اول سے ہے کچھ بڑھ کے ذکاوت میری
منطق آموز متانت ہے طلاقت میری ۔ باغ میں درسِ عنادل ہے عبارت میری
قمریاں سیکھتی ہیں سحر بیانی مجھ سے
بلبلیں پڑھتی ہیں دیوانِ فغانی مجھ سے

www.emarsiya.com

نازِ اعجاز زباں کو ہے دہن میں میرے   نئے انداز ہیں آئینِ کہن میں میرے
تازگی خلدِ بریں کی ہے چمن میں میرے   پیچ ہیں سُنبلِ جنت کے سخن میں میرے
شعرِ تر میں شکنیں طُرّۂ طرّار کی ہیں
قافیوں میں گرہیں کاکلِ خمدار کی ہیں

آج ہے کشورِ مضموں میں زمانہ میرا   دولتِ سرمدِ معنی ہے خزانہ میرا
عالمِ قدس میں کہتے ہیں فسانہ میرا   عرش سے ہے کہیں اونچے پہ نشانہ میرا
روز و شب درسِ مددگاریِ حق دیتا ہوں
راہ میں بُلبلِ سدرہ کو سبق دیتا ہوں

میں اگر قصد کروں سنگ کو گوہر کردوں   خار کو فیضِ لطافت سے گلِ تر کردوں
ذرّے کو داغِ جبینِ مہِ انور کردوں   شبِ تاریک کو بے شمع منوّر کردوں
پست کو چاہوں تو افلاک سے بالا ہو جائے
طبعِ روشن سے اندھیرے میں اُجالا ہو جائے

آبروئے دُرِ شہوار رُخِ سنگ کو دوں   مہرِ تاباں کی ضیا آئینے کے زنگ کو دوں
وسعتِ دَورِ فلک دائرۂ تنگ کو دوں   رنگِ گلہائے چمن صفحۂ اژنگ کو دوں
کلکِ مانی روشِ بادِ بہاری سیکھے
مدتوں مجھ سے ابھی نقش نگاری سیکھے

جو کہوں مُنہ سے وہی چرخِ کہن دے مجھ کو   پنکھڑی پھول کی مانگوں تو چمن دے مجھ کو
طالبِ مشک اگر ہوں تو خُتن دے مجھ کو   سنگریزے کے عوض دُرِّ عدن دے مجھ کو
دیدۂ حور بھی پردے میں اشارے بھیجے
عرش مجھ کو طبقِ ماہ میں تارے بھیجے

www.emarsiya.com

ذہن سے کہہ دوں تو ہنگامۂ جودت ہو جائے گنگ کو چاہوں تو مشاقِ طلاقت ہو جائے
چھیڑ دوں طبع کو تو اور ہی صورت ہو جائے حشر برپا ہو معانی میں قیامت ہو جائے
پست ہو مرتبہ ہر فکر کا ، اعلیٰ ہو کر
چرخ سے آئیں مضامیں تہ و بالا ہو کر

درس دوں طفلِ دبستاں کو تو اُستاد بنے مُبتدی مدرسے کا، فاضل و نقاد بنے
جس سے برسوں کی مشقت میں نہ اک صاد بنے چار دن دوں اُسے اصلاح تو جوّاد بنے
شانِ تبریز سے پہلو ہے کشیدہ میرا
کانِ یاقوت ہے ایک ایک جریدہ میرا

شعر کو پایۂ معراج دیا ہے میں نے تارکِ ناطقہ کو تاج دیا ہے میں نے
مسندِ فیض کو جب باج دیا ہے میں نے تب سخن کو یہ شرف آج دیا ہے میں نے
مدتوں شام و سحر خونِ جگر کھایا ہے
تب یہ مینہ موتیوں کا صفحہ پہ برسایا ہے

میں نہ تھا جب تو یہ اعجاز بیانی کب تھی چشمۂ صافِ سخن میں یہ روانی کب تھی
زیرِ فرماں سپہِ مُلکِ معانی کب تھی تھی یہی سیفِ زباں سیف تو بانی کب تھی
پھول اس رنگ کے ہوتے تھے چمن میں کس کے
آبِ آئینہ کی موجیں تھیں سخن میں کس کے

میں نہ ہوتا تو فصاحت کے یہ دفتر ہوتے؟ کوچۂ نظم کے مشتاق سخنور ہوتے؟
شعرا سعدی و صائب سے بھی بہتر ہوتے؟ وادیٔ شعر کے بیٹھے یہ برابر ہوتے؟
پھیر دیں اوروں کی جانب سے نگاہیں میں نے
صاف کیں کوچۂ تقریر کی راہیں میں نے

www.emarsiya.com

ہم فنوں کو ادب آموز بنایا میں نے — درسِ رنگینیٔ تقریر پڑھایا میں نے
پھولوں کی باس سے جنگل کو بسایا میں نے — باغ ویرانۂ معنی میں لگایا میں نے
قدکشی مجھ سے نہالانِ چمن سیکھے ہیں
گھر سے میرے شعرا طرزِ سخن سیکھے ہیں

سب پہ روشن ہیں کمالات ہویدا میرے — مصدرِ فیض زمانے میں ہیں آبا میرے
چشمے ہیں صورتِ خورشیدِ مُصفا میرے — شعبے ہیں کوثر و تسنیم کے دریا میرے
خانداں وصفِ بلاغت سے ہے نامی میرا
تھا امام الفصحا جدِّ گرامی میرا

بر سرِ ناز ہے آہنگِ حجازی مجھ سے — مدنی سیکھتے ہیں لہجۂ تازی مجھ سے
کیا کریں گے شعرا زمزمہ سازی مجھ سے — بلبلیں اُٹھ گئی ہیں ہار کے بازی مجھ سے
میری تقریر سے مرغانِ چمن واقف ہیں
نہ کہیں مجھ سے مگر اہلِ سخن واقف ہیں

معتقد میری فصاحت کے ہیں ایراں والے — مانتے ہیں مجھے شیراز میں طہراں والے
معترف میرے شرف کے ہیں گلستاں والے — جا کے تحقیق کریں باغ میں ایماں والے
یک زباں برگ کے ہمراہ ثمر کہہ دیں گے
مصحفِ گل کی قسم کھا کے شجر کہہ دیں گے

امتحاں کر لیں سخن میں سخن آرا میرا — جبہۂ عرشِ بلاغت پہ ہے تارا میرا
لامکاں کے ہے کنارے پہ کنارا میرا — دیکھ لیں اہلِ سخن پیر کے دھارا میرا
آسماں صورتِ خس جس میں نظر پڑتے ہیں
بڑھ کے ساحل سے وہ آفت کے بھنور پڑتے ہیں

www.emarsiya.com

رفعتِ قدر مجھے ظلِ ہما نے دی ہے
شوکتِ نظم دعائے شعرا نے دی ہے
افضلیت کی سند ذہنِ رسا نے دی ہے
دولتِ قوتِ قدسیہ خدا نے دی ہے
بادۂ فضل سے ساغر ہے لبالب میرا
جان ہے جسمِ کمالات کی قالب میرا

سن چکے دوست مقاماتِ زہادی میرے
تھے مجازاتِ عبارت پہ دعا دی میرے
عیب ہی عیب حقیقت میں ہیں جمادی میرے
خاک کے ذرے ہیں رتبے میں مساوی میرے
گو سخنداں نہیں پر صاحبِ تمیز ہوں میں
بحرِ اعظم شعرا، قطرۂ ناچیز ہوں میں

ہم زباں بخش دیں تقصیرِ تعلّی میری
ذرۂ خاک ہوں کیا خاک تجلّی میری
آبرو رکھ لیں سخن کے متوَلّی میری
وعدۂ عفو سے فرمائیں تسلّی میری
راہ رَو سے ہے کبھی لغزشِ پا ہو جاتی
سہو سے طاعتِ واجب ہے قضا ہو جاتی

امرؤ القیس، نہ رتبے میں فرزدق ہوں میں
شعرا فیض کے مصدر ہیں تو مشتق ہوں میں
طوقِ اندوہ و مصائب سے مطوّق ہوں میں
تختۂ مشقِ حوادث، حق و ناحق ہوں میں
خانہ بر دوش ہوں منزل ہے نہ مسکن میرا
دل میں یارانِ وطن کے ہے نشیمن میرا

ملکِ غربت میں وطن چھوڑ کے نکلا ہوں میں
موسمِ گل میں چمن چھوڑ کے نکلا ہوں میں
مجمعِ اہلِ سخن چھوڑ کے نکلا ہوں میں
دولتِ کانِ یمن چھوڑ کے نکلا ہوں میں
میری توقیر سے آگاہ ہیں ماہر میرے
لائقِ تاجِ سلاطیں ہیں جواہر میرے

www.emarsiya.com

کشورِ غیر میں ہوں یکہ و تنہا یارب ساتھ مونس ہیں، نہ ہمراہ احبا یارب
دم لبوں پر ہے دہاں پیاس سے میرا یارب خشک جس ملک میں ہیں چشمہ و دریا یارب
خاک اُڑتی ہے جہاں چار طرف نہروں میں
تشنہ لب لائی ہے قسمت مجھے اُن شہروں میں

تو اگر چاہے تو اسباب مہیا ہو جائیں کامیابی کے وسیلے ابھی پیدا ہو جائیں
مجتمع عزمِ عنایت سے احبا ہو جائیں بند برسوں سے جو ہیں باب وہ سب وا ہو جائیں
موردِ لطف کرے بزم میں ساقی مجھ کو
دے وہی بادہ، وہی رطلِ عراقی مجھ کو

فضل کر بندے پہ نورِ ازلی کا صدقہ رحم محتاج پہ کر اپنے ولی کا صدقہ
مصدرِ لطفِ خفی اور جلی کا صدقہ صبر دے مجھ کو حسینؑ ابنِ علیؑ کا صدقہ
ہاتھ سے رشتۂ تسلیم نہ جانے پائے
سرِ مو فرق توکل میں نہ آنے پائے

ہاتھ پھیلاؤں نہ اربابِ غنا کے آگے نہ کروں جا کے لجاجت رؤسا کے آگے
بیٹھوں پژمردہ گلستاں میں صبا کے آگے درد لیکن نہ کہوں منہ سے دوا کے آگے
لاکھ مضرابِ ستم سے ہو اذیت پیدا
تارِ ہمت سے نہ ہو نغمۂ حاجت پیدا

شام اندوہ میں ہو، صبح پریشانی میں دن کٹیں آئینے کی شکل سے حیرانی میں
مثلِ بیمار شبیں طے ہوں گراں جانی میں عمر لیکن ہو بسر شہ کی ثنا خوانی میں
راستی پر کہ کجی پر فلکِ پیر رہے
وِردِ ہر حال میں ندا حبِ شبیرؑ رہے

www.emarsiya.com

اہلِ مجلس سے توجہ کا طلبگار ہوں میں عازمِ ذکرِ جمیلِ شہِ ابرار ہوں میں
نطق سے طالبِ شیریں سخنیِ گفتار ہوں میں کلک سے ملتمسِ خوبیِ رفتار ہوں میں
ذوق کے ساتھ تصرف میں دیانت ہوئے
نظم میں کذب، نہ معنی میں خیانت ہوئے

چاہتا ہوں سحرِ قتل کا نقشا کھینچوں روزِ عاشور کی تصویر سراپا کھینچوں
چند آہیں دلِ پُر درد سے یکجا کھینچوں لوحِ خاطر پہ شبیہِ شہِ والا کھینچوں
جلوہ انداز کرے فکر مقابل ہو کر
نظر آ جائیں معانی متشکل ہو کر

صبح کا وقت ہے آرام میں ہیں رہگذری دشت میں نور کی ہے چار طرف جلوہ گری
وجد میں ہیں کہیں طاؤس کہیں کبکِ دری خود ہوا کھانے کو نکلی ہے نسیمِ سحری
عطر پھولوں کا لئے سرد ہوا چلتی ہے
جھونکے لیتی ہوئی مستانہ صبا چلتی ہے

سبز پتوں سے سرِ گل پہ ہے دھانی معجر نخلِ صحرا کے ہیں گویا کہ زمرد کے شجر
ڈالیوں میں کہیں غنچے تو کسی جا ہیں ثمر جا بجا سبزے پہ بکھرے ہوئے شبنم کے گہر
مال دوکانوں پہ ہے طیب وطاہر گویا
تختے کھیتوں کے ہیں بازارِ جواہر گویا

افقِ چرخ پہ کم کم وہ دھندلکے کا سما وہ لہک سبزۂ صحرا کی وہ جنگل کی ہوا
وہ گہر پاشیِ شبنم وہ تراوت وہ فضا ہر پرِ کاہ کے ماتھے پہ جڑاؤ ٹیکا
جا بجا خاک پہ تھے صاف نگینے گویا
فرش ہیرے کا بچھایا تھا کسی نے گویا

www.emarsiya.com

آشیانوں سے نکلنے کے ارادے ہیں طیور بلبلوں کے وہ خوش آیند ترنم وہ سرور
لب پہ قمری کے ثنا اور صفت کا مذکور بر زباں مرغِ چمن کے سبقِ سورۂ نور
نرگس آراستہ ہو کر ہمہ تن بیٹھی ہے
غنچۂ گُل ہے کہ حجلے میں دُلھن بیٹھی ہے

رفقا قبلۂ عالم کے تھے مصروفِ نماز سنگ ہو موم، صداؤں میں تھے وہ سوز و گداز
کوئی راکع کوئی ساجد تھا بصد عجز و نیاز جوشِ گریہ سے نکلتی تھی بمشکل آواز
آبرو رکھ لے خدا اس کی دعا کرتے تھے
آخری طاعتِ واجب کو ادا کرتے تھے

کوئی مکّی ہے رفیقوں میں تو کوئی مدنی فقر میں اہلِ دول سے ہیں سوا دل کے غنی
باذل و فاضل و فیاض، نہ ممسک نہ دنی ناز قوت کو ہے جن پر وہ شجاعت کے دھنی
مرگ کا ولولہ جینے سے کراہت اُن کو
دب کے بیعت کریں اس امر سے نفرت اُن کو

راستی میں تھیں جماعت کی صفیں جادۂ حق وہ نمازی تھے کہ مجموعۂ ایماں کے ورق
رنگ ہر ایک مصلّی کا تھا ہم رنگِ شفق دیکھ لے جن کو گلِ تر تو ابھی رنگ ہو فق
سب کے سب پیارے تھے سرورؑ کو یگانوں کی طرح
ایک رشتے میں تھے تسبیح کے دانوں کی طرح

عرض کرتے تھے مناجات میں وہ صاحبِ قدر آج کوفے کے ستمگار ہیں آمادۂ غدر
نصرتِ شاہ میں کام آئیں ہمارے سرِ صدر معرکہ آ کے پڑے مارے میں صورتِ بدر
پُرزے ہوں رشتۂ بدن بند سے ہوں بند جُدا
دل سے آئینِ وفا کا ہو نہ پیوند جُدا

www.emarsiya.com

ہم رضامند ہیں تلواروں سے مارے جائیں   لاشے پامال ہوں سر تن سے اتارے جائیں
تشنہ لب خلق سے کوثر کے کنارے جائیں   مر کے محتاج کفن نام پکارے جائیں
ظلم جو چاہے سو ہو بات نہ جانے پائے
آنچ فرزند پیمبر پہ نہ آنے پائے

شاد عالم میں رہے نورِ نظر حیدرؑ کا   گم نہ ہو چرخ امامت سے قمر حیدرؑ کا
خیر سے پہنچے مدینے میں پسر حیدرؑ کا   تا ابد خلق میں ویراں نہ ہو گھر حیدرؑ کا
بستی آباد رہے حق کے ولی کی یارب
جان بچ جائے حسینؑ ابن علی کی یارب

یہ دعا مانگ کے سجادوں سے اٹھے رفقا   پہنی شیروں نے قمیصِ عربی زیرِ قبا
اسلحہ سج کے یہ کہتے تھے وہ پابندِ وفا   جلد میدان سے آئے دفِ جنگی کی صدا
علَم آراستہ ہو لڑنے کو لشکر نکلے
سرِ خورشید کہیں جیب سے باہر نکلے

تھیں یہ باتیں کہ کھلا فوجِ حسینی کا نشاں   صحن میں خیمے کے چمکا علمِ نورفشاں
رایتِ فوج نہ کہیئے اسے، تھا نخلِ جناں   رفقا سایۂ طوبیٰ میں تھے رشکِ غلماں
تھا جو مالک پسرِ حیدرؑ و زہراؑ اس کا
چرخ نے چوم لیا جھک کے پھریرا اس کا

رایتِ لشکرِ اسلام کی دیکھی جو نمود   حاملِ عرش لگے بھیجنے احمدؐ پہ درود
فلکِ پیر جھکا سوئے زمیں بہرِ سجود   نور کا پنجۂ رایت سے ہوا بسکہ سعود
اس طرف رایتِ سلطانِ دلاور نکلا
سرِ خورشید ادھر جیب سے باہر نکلا

www.emarsiya.com

گو کہ نکلا تھا نشاں پر نہ کھلا تھا یہ راز — کس کو آخر یہ علم دیں گے شہنشاہِ حجاز
تھیں عزیزوں میں یہ باتیں صفتِ راز و نیاز — دیکھیے کون ہو منصب سے علم کے ممتاز
کس کو اس آیۂ رحمت کا ہے سایا ملتا
دیکھیے کس کو ہے معراج کا پایا ملتا

سب سے کم عمر تھے گو خواہرِ شہ کے دلدار — پرتوِ اسد اللہ کے تھے وہ جرار
چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے یہ کی گفتار — چمنِ حضرتِ جعفر کی ہمیں سے ہے بہار
دل کو اس دعوے میں کچھ شبہ نہ شک مطلق ہے
حق اگر پوچھیے عہدہ یہ ہمارا حق ہے

خود کہیں ماموں سے اتنی تو نہیں ہم کو مجال — ہاں مگر والدہ صاحب سے کہیں دل کا حال
گو کہ اس عہدے کا سب چھوٹے بڑوں کو ہے خیال — گھر میں چلیے تو کہ قادر ہے خدائے متعال
کون سا لطف ہے مالک کو جو منظور نہیں
کوئی تدبیر نکل آئے تو کچھ دور نہیں

کہہ کے یہ بات، ہوئے داخلِ خیمہ وہ حسیں — ماں نے فرزندوں کو آتے ہوئے دیکھا جو قریں
عونؑ سے بولیں کہ ہے خیر تو اے ماہ جبیں — کیوں کدھر آئے یہ ہنگام تو آنے کا نہیں
دو پہر دن کسی صورت سے بسر کرنا ہے
کام کیا گھر سے انھیں جن کو سفر کرنا ہے

کیا سبب، بھائی تو باہر ہیں تم آئے اندر — کوئی ایسی تو ضرورت بھی نہ تھی پیشِ نظر
کیا جلو خانۂ شاہی کی نہیں تم کو خبر — گھر میں بیٹھی ہوئی سنتی ہوں میں اے لختِ جگر
دیر سے رایتِ سلطانِ اُمم نکلا ہے
فوج آراستہ ہوتی ہے علم نکلا ہے

www.emarsiya.com

ایسے ہنگام میں ہوں شمع سے پروانے جدا   دیکھو اے عونؑ و محمدؑ یہ نہیں رسمِ وفا
چلتے چلتے تمھیں میں نے یہی سمجھایا تھا   صبح کو گھر میں نہ آنے کا ارادہ کرنا
چہرے اس وقت میں کیوں آن کے دکھلاے مجھے
لو سدھارو کہیں اب طیش نہ آجائے مجھے

عرض کی عون نے اے مادرِ عالی مقدار   آپ آزردہ ہوں یا جس سے امامِ ابرار
ہم غلاموں سے وہ تقصیر نہ ہوگی زنہار   ہو اجازت تو کریں وجہ حضوری اظہار
پاسِ آداب سے خاموش نہیں رہ سکتے
آپ جب تک نہ کہیں، منہ سے نہیں کہہ سکتے

سن کے فرمایا کہ ہر چند یہ باتیں ہیں فضول   کہہ لو کیا کہتے ہو لیکن نہ عبارت میں ہو طول
عرض کی بیٹوں نے اے بلبلِ بستانِ بتول   آپ کے لطف پہ موقوف ہے مطلب کا حصول
چند باتیں ہیں انھیں شہ سے گذارش کردیں
ہم غلاموں کی شہ دیں سے سفارش کردیں

حسرتِ مرگ میں ہیں آج بڑے غم ہم کو   دم کی اب آمد و شد شاق ہے اک دم ہم کو
گو کہ بیٹوں سے نہیں جانتے وہ کم ہم کو   دیں رضا جنگ کی اوروں سے مقدم ہم کو
مہربانی کے لیے کوئی بہانہ کردیں
خلد کی سمت ہمیں پہلے روانہ کردیں

ہم یہ سنتے ہیں کہ جب ہوتی ہے آغازِ وغا   پہلے لشکر کا علمدار ہے مارا جاتا
گو سزاوار ہیں اس عہدے کے سب ماہ لقا   حسرتِ مرگ نے ہم کو بھی ہے مجبور کیا
عرض کرتے ہیں مناسب ہو تو فرما دیجیے
کہہ کے ماموں سے نشاں فوج کا دلوا دیجیے

www.emarsiya.com

یہ نہیں کہتے کہ اس عہدے کے حقدار ہیں ہم وارثِ مرتبۂ جعفرِ طیار ہیں ہم
رشتے میں لختِ دلِ حیدرِ کرار ہیں ہم ناز یہ ہے کہ غلامِ شہِ ابرار ہیں ہم
شاہِ دیں دیں کہ نہ دیں منصبِ اجداد ہمیں
آپ اس باب میں کچھ کہہ کے کریں شاد ہمیں

سُن چکیں حضرتِ زینبؑ جو یہ بیٹوں کا بیاں بولیں مرنے کی تمنا ہے سعادت کا نشاں
جلد اس مرتبے سے قدر تمھاری ہو گراں آشنا نام سے رایت کے مگر ہو نہ زباں
آرزومند ہو لشکر کی نمو داری کے!
یہ کہو آئے ہو مشتاقِ علمداری کے!

عرض وہ کرتے ہو جس کو نہ کرے عقل قبول مانگتے ہو اسے ممکن نہیں جس شے کا حصول
پائیں اس عہدے کو عباس، نہ ہم شکلِ رسولؐ کل کے بچوں کو ملے رایتِ لشکر، معقول
غنچے عزت میں گلِ تر سے فزوں تر ہو جائیں
دست و پا مرتبے میں سر سے فزوں تر ہو جائیں

تم بھی فی الجملہ نہیں عقل و خرد سے خالی بات وہ منہ سے کہو جو کہ ہو کہنے والی
دے علم تم کو اگر خلقِ خدا کا والی تم اُٹھا سکتے ہو آخر وہ نشانِ عالی؟
کمسنی میں نہیں ملتے ہیں فضائل جد کے
رخت موزوں ہے وہی جو ہو برابر قد کے

اصل مقصد تو شہادت ہی، نہ منصبِ حشم سایۂ چوبِ سناں مرد کو ہے ظلِ کرم
حمزہ رتبے میں نہ تھے جعفرِ طیار سے کم بدر میں اُن کو تو نانا نے دیا تھا نہ علم
لاکھ عہدوں سے ہے تحصیلِ سعادت بہتر
ہوسِ نام و نشاں سے ہے شہادت بہتر

www.emarsiya.com

بس کہاں تک تمھیں سمجھاؤں سعادہ و باہر ابنِ زہرا کے پسِ پشت کھڑے ہو جا کر
دیں گے مرنے کی رضا تم کو شہِ جنّ و بشر میں بھی کہہ دوں گی جب آئیں گے محل کے اندر
غرقِ خوں ہو کے ولی ابنِ ولی سے پہلے
جاؤ گے مرنے کو عباسِ علیؑ سے پہلے

جھک کے فرزندوں نے تسلیم کی، باہر آئے مطلبِ دل کے نہ ملنے سے مکدر آئے
اِس طرف خیمے کے باہر وہ گُلِ تر آئے اشکِ خوں دیدۂ مادر میں اُدھر بھر آئے
نونہالوں کے غمِ ہجر سے دل رونے لگا
دے کے مرنے کی خبر دردِ جگر ہونے لگا

در سے خیمے کے وہی نکلے تھے یہ ماہ لقا آئی جو کان میں نقارۂ رزمی کی صدا
سوئے میداں متوجہ ہوئے شہ کے رفقا بہرِ ترتیبِ صفوف آپ بڑھے شاہِ ہدا
لشکرِ شام مقابل میں بہم ہونے لگا
تیر آنے لگے سیّد پہ ستم ہونے لگا

حُرِ دیندار نے دیکھے جو یہ بیداد کے طور پھر تو کچھ دل میں خیال آنے لگا دیں کا اور
سر کو نیوڑھا کے کیا پہلے تو انجام پہ غور بعد ازاں چھیڑ کے رہوار کو نکلا فی الفور
خرمنِ ظلم و ضلالت کو جلا کر آیا
لشکرِ شاہ میں گھوڑے کو اُڑا کر آیا

عرض کی قبلۂ عالم سے کہ یا شاہِ انام منفعل جرمِ گذشتہ پہ ہے یہ تازہ غلام
بخش دیں آپ تو بگڑے ہوئے بن جائیں کام شہ نے فرمایا کہ تجھ پر تو جہنم ہے حرام
قابلِ رحم ہے تو، اور ہے جنت تیری
حق تعالیٰ کو پسند آئی ندامت تیری

www.emarsiya.com

مژدۂ عفو سے بالیدہ ہوا حُرِ دلیر کر کے تسلیم چلا بہرِ وغا صورتِ شیر
جس رسالہ پہ گیا تول کے غازی شمشیر ہر طرف کو نظر آنے لگے بس لاشوں کے ڈھیر
مشق تھی دستِ دلاور کو سر اندازی کی
برق تھی، صاعقہ تھی، تیغِ دو دم غازی کی

جبکہ مارا گیا وہ گوہرِ دریائے وفا روئے خود قبلۂ دیں حُر کو عزیزوں سے سوا
پھر تو گلشن میں رفیقوں کے چلی بادِ فنا ایک کے بعد گیا ایک جری بہرِ وغا
دو پہر کٹ گئی میدان میں آتے جاتے
جھک گئی شہ کی کمر لاشوں کو لاتے لاتے

ظہر کے وقت یگانے بھی گئے سوئے جناں مٹ گیا جعفرِ طیار کا دنیا سے نشاں
باغ میں مسلمِ بیکس کے چلی بادِ خزاں چار فرزند ہوئے شاہ نجف کے بیجاں
حاملِ رایتِ فوجِ عربی قتل ہوا
بعد عباسؑ کے ہمشکلِ نبیؐ قتل ہوا

لٹ گیا بھائی کے ماتم میں گلستانِ سُرور ہو گئیں رحلتِ فرزند سے آنکھیں بے نور
دل پہ ہر چار طرف سے جو ہوا غم کا وفور خاک پہ بیٹھ گئے تھام کے دل شاہِ غیور
نہ رہا تن میں اثر تاب و تواں کا باقی
رہ گیا رنگ گلستاں میں خزاں کا باقی

عرض معبود سے کرتے تھے یہ اس دم شبیرؑ تو ہے دانندہ و بینندہ و علّام و خبیر
فارغ البال ہوں، اب قتل میں کیا ہے تاخیر سہل کر ذبح کی مشکل کو بھی اے حیِ قدیر
اب نہ آوارۂ صحرا سے تعب کر مجھ کو
سرخرو گلشنِ جنت میں طلب کر مجھ کو

www.emarsiya.com

ویرے پیری رگِ جاں کا ہے خنجر مشتاق　　پایۂ اوجِ سناں کا ہے مرا سر مشتاق
تیرے بندے کے ہیں فردوس میں حیدرؑ مشتاق　　منتظر والدہ ہیں اور پیمبرؐ مشتاق
غل ہے جنت میں امام الثقلین آتا ہے
کھول دو خلد کے دروازے حسینؑ آتا ہے

اس مناجات سے فارغ ہوئے جب شاہِ امام　　خاک سے اُٹھ کے گئے خیمے کی جانب کو امام
جا کے دیکھا کہ حرم میں ہے بپا اک کہرام　　خاک چہرے پہ ملے روتے ہیں ناموس تمام
اس قیامت کے غم انگیز بیاں کرتے ہیں
طیر بالائے ہوا جس سے فغاں کرتے ہیں

در پہ خیمے کے کھڑے ہو کے یہ دی شہ نے صدا　　ہم کو رخصت کرو اب اے حرمِ شیرِ خدا
قافلے والوں نے آباد کیا مُلکِ بقا　　اب نہ انصار ہیں باقی نہ عزیز و رفقا
ساتھ احباب نہ وہ لختِ جگر آئے ہیں
دشتِ آفت سے اکیلے ہم ادھر آئے ہیں

یہ صدا سُنتے ہی دوڑے حرمِ خیرِ بشر　　پھینک دی زینبؑ و کلثومؑ نے سر سے چادر
ہوش باقی تھا نہ پردے کا، نہ اپنی تھی خبر　　بیبیاں با سرِ عُریاں نکل آئیں باہر
سطوتِ سیدِ ذیجاہ نے رستہ روکا
تتقِ گرد نے میدان میں پردہ روکا

آن کر گھیر لیا شاہ کو سب نے اکبار　　کوئی لپٹی ہوئی تھی قدموں سے با حالتِ زار
گرد پھر پھر کے یہ کہتی تھی کوئی سینہ فگار　　اے دل آرامِ نبیؐ تیری مصیبت کے نثار
کیا ستم ہو گئے اے سیدِ عالی تجھ پر
ہائے کیا وقت پڑا خلق کے والی تجھ پر

www.emarsiya.com

شاہ کے کاندھے پہ مُنہ رکھ کے یہ کہتی تھی بہن — آئیے بہرِ مدد جلد شہِ قلعہ شکن
لاڈلا آپ کا شبیرؑ، شہنشاہِ زمن — دشمنوں میں تنِ تنہا ہے گرفتارِ محن
ابنِ زہراؑ کی مدد کیجئے بابا آ کر
میرے بھائی کو بچا لیجئے مولا آ کر

سُن کے زینبؑ کی یہ باتیں شہِ والا نے کہا — بس بہن بس، نہ کرو حد سے سوا آہ و بکا
تم ہو یا فاطمہؑ، حیدر ہوں کہ محبوبِ خدا — دخلِ انسان کو فرمانِ الٰہی میں ہے کیا
کوئی بھی حلقۂ طاعت سے نکل سکتا ہے؟
حکم محکم کہیں معبود کا ٹل سکتا ہے؟

کہہ کے یہ گود میں حضرت نے سکینہؑ کو لیا — مُنہ پہ مُنہ رکھ کے یہ اُس نازوں کی پالی سے کہا
آج در پیش ہے بی بی سفرِ راہِ خدا — تم سے ہم تھوڑے دنوں کے لیے ہوتے ہیں جُدا
ہجر میں نالۂ و فریاد نہ کرنا بی بی
دیکھو راتوں کو ہمیں یاد نہ کرنا بی بی

سو رہا کیجیو آرام سے ماں کے ہمراہ — ضد کسی بات پہ مادر سے نہ کرنا اے ماہ
گو کہ ہر چند مصائب سے ہو احوال تباہ — باپ قرباں ہو منہ سے نہ کبھی کیجیو آہ
دل میں کڑھیو نہ بہت بے پدری کے غم سے
دیر ہو جائے تو آزردہ نہ ہونا ہم سے

کہہ کے یہ بیٹی کو آغوش میں بانوؑ کی دیا — رو دیے اپنی غریبی پہ امامِ دوسرا
داخلِ خیمہ ہوئے جب حرمِ شیرِ خدا — خود چڑھے گھوڑے پہ گردان کے دامانِ قبا
فتح مجرے کو پیادہ اور یمیں سے آئی
بارک اللہ کی صدا عرشِ بریں سے آئی

www.emarsiya.com

بادِ پا دشت میں بادِ سحری بن کے چلا
کہیں طاؤس کہیں کبک کی بن کے چلا
ہر قدم پر ہمہ تن عشوہ گری بن کے چلا
خوش خرامی سے پرستاں کی پری بن کے چلا
وصف کس منہ سے کرے اشہبِ خامہ اُسکا
ابلق نجد کی ہے چال دو گامہ اُسکا

وہ سُبک سیر کہ سرعت میں ہوا جس سے خجل
چوکڑی بھرنے میں آہوئے ختا جس سے خجل
دلفریبی میں حسینوں کی ادا جس سے خجل
شوخیٔ طبع میں کلکِ شعرا جس سے خجل
چہرہ ایسا کہ عیاں طلعتِ زیبا جس سے
جلد وہ نرم کہ شرمندہ ہو دیبا جس سے

دَور پیدا نہ ہو گر خطِ تسلسل پہ چلے
پیچ بگڑے نہ، اگر طرۂ سنبل پہ چلے
اس لطافت سے چمن میں ورقِ گُل پہ چلے
جس طرح دست و قلم خطِ ترسل پہ چلے
پھول کیا مال ہے دامانِ صبا پر دوڑے
تار کیا چیز ہے نغمے کی صدا پر دوڑے

آ کے لشکر کے قریں شاہ نے گھوڑا روکا
شیر کو لا کے قریبِ صفِ ہیجا روکا
یہ نہ کہیے فرسِ بادیہ پیما روکا
شہ نے اعجاز سے بہتا ہوا دریا روکا
کس سے ممکن تھا کہ اس زور کا جیحوں رُکے
راکب ایسا ہو تو اس طرح کا گلگوں رُکے

روک کر گھوڑے کو مانندِ شہِ قلعہ کشا
متوجہ پسرِ سعد سے ہو کر یہ کہا
خونِ ناحق سے مرے بانیٔ شر ہاتھ اُٹھا
بخدا میں ہوں جگر گوشۂ محبوبِ خدا
مال کے ساتھ زیانِ جسد و جاں ہوگا
سر مرا تن سے جدا کر کے پشیماں ہوگا

www.emarsiya.com

دیر تک بحرِ فصاحت کو رہا جوش و خروش   ختم جب کر چکے حجت تو ہوئے شہ خاموش
نشۂ کبر سے تھا بسکہ وہ ظالم مدہوش   دہنِ شیشہ کے مانند رہا پنبہ بگوش
سخنِ چند سے بیدیں متاثر نہ ہوا
صلح کا قصد سوا جنگ کے ظاہر نہ ہوا

پھر تو کرار کے فرزند کو بھی غیظ آیا   کھینچ کر تیغ دو سر ظالموں سے فرمایا
سخنِ پند کہے، وعظ کہی، سمجھایا   تم نہ مانو تو ہے مجبور علیؑ کا جایا
خیر اب قوتِ خیبر شکنی دیکھ ہی لو
میری ثابت قدمی سر فگنی دیکھ ہی لو

کھینچ لیں جھک کے سوارانِ عرب گھوڑوں کے تنگ   جوڑ لیں چلّوں میں ترکی قدر انداز خدنگ
تازہ دم ہو لیں ہوا کھا کے کمیت اور سُرنگ   ہو اسی معرکہ سے معرکہ اس جنگ سے جنگ
تیر پھر دل میں کسی کے نہ ترازو ہوں گے
پھر نہ یہ ضرب ہی ہوگی نہ یہ بازو ہوں گے

کہہ کے یہ فوج کی جانب شہِ ابرار بڑھے   غیظ میں بہرِ وغا کھینچ کے تلوار بڑھے
روکنے شیر کے حملے کو جفا کار بڑھے   دس جواں پشت کی جانب جو ہٹے چار بڑھے
صفِ آخر میں تلاطم صفِ اول سے ہوا
حشر میداں میں بپا فوج کی ہلچل سے ہوا

سرنگوں ہو گئے سردار پشیمانی سے   دنگ آئینہ صفت رہ گئے حیرانی سے
ہل گئے سینوں میں دل ہیبتِ سلطانی سے   مورچے ٹوٹ گئے فرِ سلیمانی سے
عہد آپس کے فراموش کیے یاروں نے
دم لیا ٹیلے پہ جا جا کے کمانداروں نے

www.emarsiya.com

جس طرف تیغِ علی شعلہ فشاں جاتی تھی بند کرتی ہوئی ابوابِ اماں جاتی تھی
دل جلاتی ہوئی وہ آفتِ جاں جاتی تھی آگ بھڑکا کے نیستاں بھی تھی جل جاتی تھی
نہ فقط خار و گل و نخل و خذف جلتے تھے
گردِ صحرا کے تتق چار طرف جلتے تھے

خوف سے تھا کرۂ چرخ کو چکر آتا غم سے خوں دیدۂ خورشید میں تھا بھر آتا
کس کی طاقت تھی کہ تلوار کے مُنہ پر آتا دُور سے دیکھ کے تھا برق کو تیورا آتا
متصل راہ میں بھولے سے جو آ جاتی تھی
مَوت بھی تیغ کے سائے کو بچا جاتی تھی

عرش سے اُتری تھی اللہ رے اجلال اُسکا بُرج میں فتح کے تھا نیّرِ اقبال اُسکا
وار کیا روکتی دُنیا میں کوئی ڈھال اُسکا چشم دیدہ ہے، شنیدہ نہیں احوال اُسکا
کل کی ہے بات کہ فولاد کے در کاٹے ہیں
اِسی تلوار نے جبریلؑ کے پر کاٹے ہیں

لوٹتے خوں میں تھے اہلِ تن و توش کہیں دامِ آفت میں بھڑکتے تھے زرہ پوش کہیں،
نشۂ مرگ سے سردار تھے مدہوش کہیں خود کہیں عقل کہیں فہم کہیں ہوش کہیں
دست و بازو تھے نہ وہ صدر نہ وہ سینے تھے
چشمِ حیرت زدہ خفاشوں کے آئینے تھے

ناگہاں ہوگیا کچھ اور تلاطم برپا عمرِ سعد کے خیمے پہ اسد جا پہونچا
افسرِ فوج کو دی شیر نے غصّے میں صدا دیکھ خیمے سے نکل کر مرے لڑنے کا مزا
مُنہ پہ شمشیرِ شرر بار کے آئے تو کوئی
مجھ کو اب یاں سے بھلا آکے ہٹائے تو کوئی

www.emarsiya.com

جا پڑے خیمے پہ یہ کہہ کے شہِ عرش سریر   چاب کر ہونٹوں کو بے چوبے پہ ماری شمشیر
شکلِ تصویر گلی ہو گئے مضطرِ بے پیر   سُرخ تھا فرطِ خوشی سے رخِ پاکِ شبیرؑ
وجد میں آکے کبھی اسپ پہ شہ جھومتے تھے
دمبدم قبضۂ تیغ دو زباں چومتے تھے

روک کر تیغ یہ دی شاہ نے لشکر کو صدا   بھائی عباسؑ نہیں، جنگ کا اب کیا ہے مزا
رنج سے بھانجوں کے ہوش نہیں میرے بجا   غمِ اکبرؑ میں ہے اب ضعفِ بصارت بھی سوا
پیاس کا ذکر ہو کیونکر کہ زباں قاصر ہے
شمر آئے کہیں جلدی، یہ گلا حاضر ہے

قبضے کو چوم کے پھر میان میں رکھی شمشیر   آ گئے شاہ کے نزدیک سمٹ کر بے پیر
ہے غضب چلنے لگے آپ پہ ہر سمت سے تیر   ضعف سے جھومتے تھے زینِ فرس پر شبیرؑ
راہِ حق میں بخوشی تیر و سناں کھاتے تھے
سر پہ پڑتی تھی جو تلوار تو جھک جاتے تھے

ناگہاں سر پہ پڑا ایک لعیں کا جو تبر   مُنہ کے بل گر پڑے شہ جلتی ہوئی ریتی پہ
پیک نے دی عمرِ سعد کو جا کے یہ خبر   لے مبارک ہو، گرا گھوڑے سے حیدرؑ کا پسر
جسم ٹکڑے کیا تلواروں سے سارا ہم نے
کس بہادر کو ترے حکم سے مارا ہم نے

کرب میں کروٹیں لیتے تھے زمیں پر سرِ ورد   دیکھ کر حال شہِ دیں کا، تڑپتا تھا جگر
کوئی اتنا نہ تھا جو لاش پہ ڈالے چادر   مُنہ سے نکلی تھی زباں پیاس کے مارے باہر
ایسے مظلوم زمانے میں تو کم ہوتے ہیں
زخم بھی بیکسیِ شہ پہ لہو روتے ہیں

www.emarsiya.com

عمرِ سعد نے تب شمرِ لعیں سے یہ کہا — نزع کے صدمے سے مضطر ہیں شہنشاہِ ہُدا
وقت تعجیل کا ہے، دیر نہ کر بہرِ خدا — کاٹ لے جا کے شہِ صابر و شاکر کا گلا
ہو نہ اب دیر، گلا شاہ کا کٹ جائے کہیں
آ کے ہمشیر نہ لاشے سے لپٹ جائے کہیں

پا کے حکمِ ستم ایجاد وہ بے رحم بڑھا — پاس آیا تو عجب حال میں شہ کو دیکھا
خوفِ خالق کا کیا اور نہ پیمبر سے ڈرا — شہِ والا کی طرف دیکھ کے خنجر دیکھا
سنگدل تھا نہ ترس شاہ پہ کھایا اُس نے
زور سے سینۂ اقدس کو دبایا اُس نے

کھول کر آنکھ یہ فرمانے لگے شاہِ زمن — تجھ سے اے شمر ہے اک خواہشِ آوارہ وطن
ذبح کر پانی پلا کے، ہوں بہت تشنہ دہن — ہے یہ جلدی کہ نہ خیمے سے نکل آئے بہن
نہیں معلوم کہ کیا دل پہ گذر جائے گی
میرے سینے پہ تجھے دیکھ کے مر جائے گی

مجھ کو تڑپانے سے کیا فائدہ خود ہوں بسمل — پھیر دے حلق پہ جلدی کہیں خنجرِ قاتل
پیاس کا اب متحمل نہیں، بیتاب ہے دل — آبِ شمشیر پلا کے مری حل کر مشکل
ایسے صدموں سے یقیں ہے کہ جگر پھٹ جائے
چین مل جائے جو بیکس کا گلا کٹ جائے

دی اُدھر خیمے میں زینبؑ کو یہ فضہ نے خبر — ذبح ہونے کو ہیں مقتل میں شہِ جن و بشر
نکلی روتی ہوئی خیمے سے وہ مضطر باہر — دیکھا چلتا ہے گلے پر شہِ دیں کے خنجر
رو کے چلائی کہ اے شمر یہ کیا کرتا ہے
سر مرے بھائی کا کیوں تن سے جدا کرتا ہے

www.emarsiya.com

سُنی ہمشیر کے رونے کی جو حضرت نے صدا ۔۔۔ کھول کر آنکھ یہ فرزندِ پیمبر نے کہا
جبر اب دل پہ کرو، تھا یہی قسمت کا لکھا ۔۔۔ جاؤ خیمے میں کہ اب بھائی کا کٹتا ہے گلا
تم نہ دیکھو کہ تہِ خنجرِ خونخوار ہیں ہم
کیا کریں ہائے بہن بیکس و ناچار ہیں ہم

لب پہ یہ ذکر تھا شہرگ پہ جو پہونچا خنجر ۔۔۔ کٹ گیا ظلم و ستم سے شہِ مظلوم کا سر
رو کے زینبؑ نے کہا لُٹ گئی میں خستہ جگر ۔۔۔ ٹھوکریں کھانے کو زندہ رہی ہے ہمشیر
ہو گئی آج بھرے گھر کی صفائی ہے ہے
لُٹ گئی دشت میں اماں کی کمائی ہے ہے

آپ کے مرنے سے زینب ہوئی غربت میں تباہ ۔۔۔ چھوٹ کر آپ سے دنیا ہے نگاہوں میں سیاہ
جاؤں کس سمت کو معلوم نہیں کوئی راہ ۔۔۔ رحم کھا کر کوئی پہونچادے وطن میں للہ
جا کے صغرا سے کہوں گی کہ لُٹا گھر بی بی
باپ پر تیرے چلا پیاس میں خنجر بی بی

فوج کو پھر عمرِ سعد نے یہ حکم دیا ۔۔۔ جلد پامال کرو اب تنِ شاہِ شہدا
سُن کے یہ حکم بڑھا ہائے سواروں کا پرا ۔۔۔ اپنے حاکم سے ڈرے، پر نہ کیا خوفِ خدا
کی لعینوں نے جفا روحِ علیؑ پر ہے ہے
گھوڑے دوڑائے تنِ سبطِ نبیؐ پر ہے ہے

بس قلم روک لے کامل کہ بپا ہے کہرام ۔۔۔ ایک ہفتے میں کیا مرثیہ تو نے یہ تمام
عرض کر شاہ سے بلوائیے یا شاہِ انام ۔۔۔ شوق میں اب تو زیارت کے تڑپتا ہے غلام
غنچۂ خاطرِ پژمردہ مرا کھل جائے
صحنِ اقدس میں جو اک قبر کی جا مل جائے